ملفوظاتِ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی رحمہ اللہ

جمع وترتیب: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب
مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

قطب الارشاد حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا نام محتاج تعارف نہیں، مدینہ منورہ میں ان کی مجالس علم وعمل اپنے وقت میں بڑی یادگار رہا کرتی تھیں، ان کی اس طرح کی بعض مجالس کے ملفوظات وارشادات کو حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے قلم بند فرمایا تھا، ذیل میں وہ ملفوظات قسط وار شائع کیے جاتے ہیں۔ ______ (ادارہ)

ا۔ جس بندہ کو خدا نے تین چیزیں دیں وہ خوش نصیب ہوگا: فرمایا! مولانا خالد رومی بہت بڑے عالم اور بزرگ ہیں، کردستان کے باشندے تھے۔ علوم معقول ومنقول، فلسفہ، دینیات، علم اسطرلاب ومساحۃ وہندسہ کوئی فن فنون اور علوم کا ان سے نہیں چھوٹا تھا اسی طرح علوم ریاضی میں جامع عالم تھے۔ نہایت استحضار تھا۔ رشحات ایک کتاب علم تصوف میں ہے اس کے حاشیہ پر مولانا کے حالات تھے اس میں یہ قصہ لکھا ہے کہ میں باوجود ان تمام علوم وفنون کے، اپنے قلب کو خالی پاتا تھا نہ ذوق تھا نہ شوق، اور نہ ذاتِ حق سے لگاؤ، نہ جمعیتِ خاطر اور نہ قلب میں سکون پاتا تھا۔

اس دوران حرمین شریفین حاضر ہوا، اصل مقصود حج وزیارت تھا، مگر ایک کامل ومکمل شیخ سے ملنے کا داعیہ بھی دل میں تھا کہ قلب سے جمود ختم ہو جائے۔ پہلی حاضری مدینہ منورہ ہوئی، مشائخ، فقراء صلحاء سے طمانیت قلب کی تلاش میں ملنے لگا یہ زمانہ دولتِ ترکیہ کا تھا۔ مشائخ اور صوفیاء پر بھی بندش نہ تھی، حرم نبویؐ ہی میں سب خدمتیں درس وارشاد و اصلاح کی ہوتی تھیں۔ مسجد میں علماء کا مجمع لگا تھا میں بھی حاضر ہوا۔ ایک بزرگ تقریر فرما رہے تھے کہ تین چیزیں جس بندہ کو خدا نے دیں وہ بڑا خوش نصیب ہوگا (ا) علم شریعت جو اساس اور بنیاد ہے، ورنہ غلط راستہ پر بھٹک جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ ۲۔ عقیدہ اہل سنت والجماعت رکھتا ہو، نہ وہابی ہو کہ لامذہب نہ ہو، نہ ہو بدعتی کہ شرک ورسوم اور بدعات میں گرفتار ہو جائے۔ ۳۔ اس کا سلسلہ، حضرات نقشبندیہ سے قائم ہو، نسبتِ نقشبندیہ اس کو حاصل ہو۔

سولانا خالد رومی نے فرمایا کہ میں نے سوچا کہ الحمد للہ خدا نے عالمِ شریعت بھی بنایا علم بھی صحیح دیا ہے اور عقیدہ بھی صحیح ہے لیکن تیسری چیز کی کمی ہے کہ قلب نسبت سے خالی ہے میں نے مجمع سے دُعا کی درخواست کی کہ خداوند تعالیٰ نسبت بھی صحیح عطا کر دے۔ سب نے مسجد نبویؐ میں میرے لیے دعا فرمائی۔ اس کے یہاں ایک یمانی فقیر سے میرا لگاؤ ہوا مگر اتنا نہیں کہ ان سے ارتباط قائم کروں صرف اس کی مجلس میں شرکت کرتا اور جس وقت میں نے مکہ معظّمہ کے سفر میں جانے کا ارادہ کیا تو ان کی خدمت میں حاضر ہوا کہ شیخ دعا میں یاد فرمایا کریں اور مکہ معظّمہ کے بارے میں کچھ نصیحت بھی فرمادیں، دعا فرمائی اور وصیت بھی کی کہ وہاں وقت ضائع نہ کرنا بلکہ سارے اوقات طواف، نفل، تلاوت، ذکر اور قضا نمازوں کے اعادہ وغیرہ عبادات میں لگانا اور حرمِ مکہ میں کسی پر تنقید و جرح سے ہر حالت میں بچنا اپنے کام میں لگے رہنا (اس کے بعد ان سے رخصت لے کر مکہ معظّمہ گیا) اور جس وقت میں نے طواف قدوم شروع کیا تو اسی اثناء میں ایک شخص کو دیکھا جو شاذِ روان کعبہ (خانہ کعبہ کے چاروں طرف پشتبانی کے طور پر جو پتھر ہے اسے شاذروان کہتے) کو تکیہ لگائے بیٹھا ہے، سرخ داڑھی رکھتا ہے مجھے خیال ہوا کہ ہم لوگ بلادِ بعیدہ نائیہ (دور دراز شہر) میں رہ کر خانہ کعبہ کے جہت کو پیٹھ اور پاؤں تک نہیں پھیلاتے اور اس گستاخ نے عین خانہ کعبہ کو پیٹھ کر کے تکیہ لگایا ہے اس خیال کا آنا تھا کہ اس شخص نے کہا کہ: أنسیت نصیحة الشیخ الیمانی (تم یمنی شیخ کی نصیحت بھول گئے) میں سمجھا یہ تو کوئی صاحبِ کشف ہے، میری تنقید اور اعتراض کا کشف ہوا اس کو، میں جلدی سے اس کے پاس دوڑا اور عرض کیا کہ علّمنی ممّا علمك به اللّٰه (اللہ کے دیئے گئے علم سے مجھے بھی کچھ سکھا دیے ''س'') اور عرض کیا کہ میں عرصہ سے کسی شیخِ کامل کی تلاش میں ہوں، انھوں نے ہندوستان میں شاہ غلام علی دہلوی مجددیؒ کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہاں جایئے، میں سمجھا کہ نصیب حجاز مقدس میں نہیں ہے جس طرح جسمانی ارزاق مقرر ہیں اسی طرح روحانی غذا اور ارزاق بھی مقدراتِ خداوندی میں سے ہیں۔ یہ بھی غذائے روح ہے، الغرض ہندوستان روانہ ہو کر پہلے پانی پت میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی وہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کے خلیفہ تھے اور شاہ غلام علی بھی عالم را عالم و ولی را ولی می شناسد، خالد رومی کی گفتگو قاضی صاحب نے سنی تو پہچان گئے کہ عالمِ اجل ہے، حضرت قاضی صاحب بھی بہت بڑے پایہ کے بزرگ اور عالم تھے۔ تفسیر مظہری ان کی تصنیف ہے، خیال آیا کہ حضرت خالد رومی کچھ فیض ان سے حاصل کرلیں جب توجہ دینے لگے تو اثنائے توجہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی کا تمثال ان کو ظاہر ہوا، فرمایا جاؤ تمھاری قسمت شاہ دہلوی کے ہاں ہے، ادھر شاہ دہلوی کو ان کی آمد کا علم ہوا تو خدامِ جماعت سے ہدایت کی کہ جاؤ ایک عالمِ جلیل بقصد اصلاح باطن میرے پاس آرہا ہے، الہامات صحیحہ تھے، کشف و انوار تھے تو فرمایا کہ جس وقت وہ آجائیں تو اس کا اکرام کر کے یہاں لے آؤ۔ یہی زمانہ ہمارے شاہ احمد سعید مدنی اور ان کے بھائی اور شاہ عبدالغنی مجددی کا تھا، یہ دونوں حضرات یہاں بقیع میں مدفون ہیں اور اسی زمانہ میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکہ معظّمہ میں تھے، دہلی جب غدر ہوا تو شاہ احمد سعیدؒ وہاں سے نکلے، جامع مسجد دہلی میں جہاد کا علم اٹھایا پھر

قلعہ ہمایوں میں تین دن چھپے رہے، انگریزوں کا وارنٹ لگا رہا پھر ڈیرہ اسماعیل خان وغیرہ قبائلی علاقوں سے چھپ چھپا کر نکلے اور مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔

بہر حال خدام نے حضرت خالد رومی کو شاہ غلام علی صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا، انھوں نے بلا انتظار اشارہ باطنی سے انھیں بیعت کر دیا، نو مہینے وہاں رہے اور برابر سقاوہ، وضو خانہ وغیرہ میں مشک بھر بھر کر ڈالتے رہتے کہ مہمان اس سے وضو کریں اور حلقہ میں بھی تأدباً وتواضعاً مع الشیخ صفِ نعال میں بیٹھتے۔ شیخ نے خلافِ مطلقہ کی اجازت دی اور فرمایا: ہر چہ بود گُردی ہمراہِ خود بُرد (یعنی جو کچھ تھا کُردی عالم اپنے ساتھ لے گیا) ویسے ہی ہوا مولانا خالد رومی کا لقب علوم ظاہری و باطنی دونوں میں تکمیل کی وجہ سے ذوالجناحین ہے یعنی دو پروں والے تھے، علوم تو ان لوگوں کے تھے کہ کمالِ علمی بھی اور پھر کمالِ نسبت بھی رکھتے تھے، رخصت ہوتے وقت اپنے شیخ سے کہا کہ حضرت جس علاقہ اور ملک میں میرا جانا ہے وہاں رفاعیہ اور شاذلیہ وغیرہ سلسلے ہیں۔ نقشبندیہ کو کوئی نہیں پہچانتا، فرمایا جاؤ وہ لوگ تمھارے ہاتھ چومیں گے، تم ہی تم ہوگے، استقامت سے لگے رہو پھر کیا ہوا عجیب فیضان جاری ہوا اور شاہ دہلوی کے زمانہ میں ایسا فیضان کہ سبحان اللہ عجیب حالت تھی۔ مقبولیت کی وجہ سے علماء اور مشائخ رسم و رواج نے مخالفت شروع کر دی یہاں تک کہ ان کی تکفیر پر رسالہ لکھا گیا، چھپ گیا تو بادشاہ وقت کو بھی پیش کیا گیا، بادشاہ نے پڑھ کر شیخ کو حاضر ہونے کا حکم دیا کہ ان کی صورت، سیرت، گفتار و کردار بھی تو دیکھ لوں، اس وقت کے سلاطینِ زمانہ بھی تو دماغ رکھتے تھے، کلام، صورت، سیرت دیکھ کر کہنے لگا کہ یہ شخص بھی کافر ہے تو پھر اس ملک میں مسلمان ہے ہی نہیں، پھر تو اتنا عروج ہوا کہ اللہ اکبر، بادشاہ خود عقیدت مند ہوا اور اجازت وعظ و ارشاد کی دے دی۔ مخالفین بھی اپنے کام میں لگے رہے۔ ایک شخص نے مریدوں کو پریشان کرنے کی خاطر ایک دفعہ ختم خواجگان کے دوران آ کر کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمھاری آنکھیں نکالی گئی ہیں، کان اور زبان کاٹے گئے ہیں، اس کا خیال یہ تھا کہ معتقدین یہ سن کر بدظن ہو جائیں گے۔ شیخ سمجھ گئے اور فرمایا یہ تو بڑا مبارک خواب ہے اور کہا کہ آنکھیں محرمات سے نکالی گئی ہیں، زبان اور کان جھوٹ اور فواحش بولنے محرمات و منکرات کا قصد کرنے سے روک دیئے گئے ہیں، یہی تیرے خواب کی تعبیر ہے، پھر ایک معقول انعام بھی اس شخص کو دے دیا وہ شخص نہایت شرمندہ ہوا، معافی مانگی اور صحیح واقعہ بیان کیا کہ سازش اور پیسوں کے لالچ میں میں نے یہ کام کیا۔ الحمدللہ کہ خدا نے مجھے ہدایت دی اور ان کے مقررہ پیسوں سے زیادہ انعام بھی نوازا، اب تو ان کا ان کے ممالک میں ایسا فیض ہے کہ خود نقشبندیہ کا نام بھی نہ رہا جب کسی سے پوچھو من انت (تم کون ہو) تو جواب میں انا خالدی (میں خالدی ہوں) سُنیں گے۔ یہ خواجہ دہلوی کا فیض ہے کہ عالم میں حضرت خالد رومی نے اسے منتشر کر دیا تو علم ہو صحیح اور اس کے ساتھ ایسا فیض تب مخلوق کو فائدہ ہوتا ہے۔

۲۔ یہ کام علماء کا ہے: فرمایا! ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ یہ کام علماء کا ہے، مثلاً کل آپ نے صفاتِ سلبیہ اور شئونات کے بارے میں پوچھا تھا اور میں نے بتلا دیا کہ سلبی صفات میں نفی کا معنٰی موجود ہے، قدم، حدوث کی نفی کرتا ہے، قائم بالذات، نفی قیام بالغیر کی کرتا ہے، مخالفت مع الحوادث سے مشابہت مع الحوادث کی نفی ہوتی ہے، اسی طرح وحدانیت بھی سلبی صفت ہے کہ ذات اور صفات میں ان کی شبیہہ کی نفی اس سے ہوتی ہے۔ اسی طرح ذات وصفات کی درمیانی حالت کا نام شئون ہے، مثلاً قدرت صفت اور قدیر اسم ہے اللہ کا — رحمت صفت اور رحیم اسم ہے یعنی مشتقات اسماء ہیں اور مشتق منہ، صفات ہیں، اسی طرح تکوین صفت ہے اور مکون اسم ہے، کلام صفت اور متکلم اسم ہے۔ اب ذات وصفات کے درمیان جو حالت ہے اسے شئون کہتے ہیں، یہ صفت اعتباری ہے، جیسے بین الموضوع والمحمول، نسبت رابطی ہوتا ہے مثلاً عالمیت، ذاتِ حق اور علم کے درمیان کی چیز ہے؟ اب ان باتوں کو عوام کیا جانیں ان کو تو سرسری اذکار اور لطائف بتلا دیئے جاتے ہیں؟

۳۔ تصوف اور علمِ باطن کے طرق پر سب متفق ہیں: فرمایا! اس تصوف اور اصلاحِ باطن کے طرق پر ہزاروں کروڑوں متفق چلے آرہے ہیں اور صرف عوام ہی نہیں بلکہ اہل حق اور علماء اجلہ۔ ایسے اشرف علم کی مخالفت غلط چیز ہے اسی طرح مذاہب اربعہ پر اجماع ہے کہ حق ان میں دائر ہے تو اس کی مخالفت غلط چیز ہے۔ ان علماء، فقہاء اور صوفیا کے مقامات تک کوئی نہیں پہنچتا، لوگ آج کل غلط قسم کی صحبتوں سے بُرا اثر لے لیتے ہیں، موالک، شوافع، حنابلہ، احناف سب میں بے حد وحساب صوفیاء عارفین اور بزرگ گزرے ہیں۔

۴۔ طریقت میں سب کچھ اللہ کا ہے: فرمایا! امام احمدؒ نے امام شافعیؒ پر اعتراض کیا کہ تم کیوں ایک شیبانی چرواہے کی طرف دوڑتے پھرتے ہو؟ اس میں تو نے کیا دیکھا ہے، انھوں نے فرمایا کہ چلو تم بھی ایک دن میرے ساتھ چلوگے، سوال کیا فی کم کم (کتنے میں کتنا ہے؟) اس نے جواب دیا کہ شریعت میں یا طریقت میں، شریعت میں تو فی اربعین شاۃ شاۃ ہے (چالیس بھیڑوں میں ایک زکوٰۃ میں دینی ہے) اور طریقت میں تو سب کچھ اللہ کا ہے، ہمارا کچھ بھی نہیں ہے۔

۵۔ تمام علوم کی روح اخلاص اور خشیت ہے: فرمایا! اگر یہ چیز (اخلاص اور خشیت) حاصل ہو تو مقصد حاصل ہوگا، ورنہ ''راہے کہ تو می روی بترکستان است'' والا معاملہ ہوگا اگر اخلاص ہو اور ریا وخودی سے ہر عمل دور ہو تو مزا ہے اور یہ روح ہے تمام علوم کی، لیکن اخلاص اور جمعیتِ قلب ارباب اخلاص وجمعیت کی مصاحبت سے پیدا ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے المرء علیٰ دین خلیله فلینظر من یخالله — دین دار سے دوستی کروگے تو دین آئے گا، بددین سے صحبت ہوگی تو بددینی پیدا ہوگی، جو لوگ غلط صحبت میں جائیں گے تو تمام حالات

اور معاملات خلط ہو جائیں گے، اچھی صحبت میں صفاتِ حمیدہ پیدا ہوں گے اور صفاتِ ذمیمہ کٹ جائیں گے اور یہ چیز حاصل ہوتی ہے دوامِ ذکر سے اگر شیخ مقلد ہو، معتقدِ صوفیا ہو، وہابیت وغیرہ سے دُور، پھر ضرور رنگ چڑھتا ہے خالی نہیں رہتا، آج کل یا تو ذکر نہیں اگر ہے تو اتباعِ سنت نہیں، عقیدہ نہیں غلط رسموں سے نہیں بچتے، سلف صالحین کے طریق پر نہیں چلتے لوگ لہوالحدیث میں گرفتار ہیں، رات بھر گانے سنتے ہیں، ڈھول سنتے ہیں حالانکہ قرآن کے سننے سے انوار پیدا ہوتے ہیں، توحید کا مادہ بڑھتا ہے کیونکہ یہ ذاتِ پاک کا کلام ہے، اس کے پاک اثرات، اسی طرح منافق کے کلام کے اثرات بھی غلط ہوتے ہیں، ظلمت ہوتی ہے دل مردہ ہوتا ہے۔

۶۔ روضۂ اطہرؐ کے انوارات و برکات کا محسوس کرنا: فرمایا! پہلی مرتبہ جب حج کر کے میں مدینہ طیبہ حاضر ہو کر جالی مبارک کے سامنے کھڑا ہوا تو جالی مبارک سے اتنی خوشبو آ رہی تھی کہ میرے منہ سے بے اختیار نکلتا کہ یہ کافر لوگ کیوں یہاں نہیں آتے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کے ایمان لے آئیں اور وہ خوشبو ایسی تھی کہ مجھے رابغ تک محسوس ہوتی تھی۔ اسی دوران ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ مواجہہ شریف کے سامنے کھڑا ہوں حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر شریف سے فیض و انوارات اٹھتے ہیں اور امواج کی طرح جالی مبارک سے نکل کر میرے قلب کی طرف آتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ الحمدللہ جو فیض بالواسطہ ملتا تھا۔ اب بلاواسطہ مل رہا ہے اور مجھے حیرانی ہے کہ میں اس فیض کو کیسے برداشت کر سکوں گا، جب خواب سے بیدار ہوا تو عجیب خوشی اور انشراح کی کیفیت تھی۔

رحمت کا وہ عظیم الشان دریا اب بھی مدینہ طیبہ میں بہتا ہے، میرا مشاہدہ ہے اور مجھے اس خواب کی حلاوت بھی کافی عرصہ تک محسوس ہوتی تھی پھر ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک مقفل ہے اور اس کی چابی مجھے دی گئی ہے۔ میں نے چابی لی دروازہ کھولا اندر دیکھا تو اوپر نیچے گلاب کے پھول دیکھے درمیان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور بے حد خوش ہوئے، میں نے دل میں کہا کہ میرے متعلقین اور احباب واعزہ کہاں ہیں کہ انہیں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کراتا تو بے حد بشاشت تھی۔ میں اب بھی وہ کیفیت نہیں بھول سکتا۔

اسی طرح میں نے اپنے ملک میں ایک دفعہ خواب دیکھا کہ گاؤں میں ہمارے اپنے گھر سے مسجد کی طرف حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جا رہے ہیں۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا کہ "میں آپ کو بیعت کرانا چاہتا ہوں" میں نے کہا کہ حضورؐ میں تو بزرگانِ نقشبندیہ سے بیعت ہوں جن کا سکونت مدینہ طیبہ میں باب جبریل کی طرف بقیع میں ہے، فرمایا ہاں میں تمھیں خود اہلِ بیت کے سلسلہ میں بھی بیعت کرنا چاہتا ہوں، قادری سلسلہ میں، میں نے وضو کیا پھر مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیعت فرمایا یہ انہی کا فیض ہے کہ جہاں بھی

جاتا ہوں لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور میرے نزدیک خواب اولیٰ ہے ''یقظہ'' (بیداری) اور کشف سے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے من رانی فی المنام فقد رایٔ الحق (او کمال قال علیہ السلام)۔

مجھے اس زمانہ میں علم نہ تھا کہ باب جبریلؑ کی طرف شاہ ابو سعیدؒ اور شاہ احمد سعیدؒ، شاہ عبدالغنی مجددی دہلویؒ، حضرت آدم بنوریؒ، سیدنا عثمان بن عفانؓ کے پہلو مبارک میں دفن ہیں اب میں جب بھی جاتا ہوں وہاں فاتحہ پڑھتا ہوں (احقر جامع ملفوظات کو بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب ملفوظات قدس سرہٗ کی رہنمائی اور نشان دہی سے ان حضرات کے مزارات پر فاتحہ خوانی کا شرف بخشا، نسبت باطنی اور انوار و برکات کی وجہ سے حضرت مرحوم کو جنت البقیع میں اس مقام سے بے حد الفت تھی اور حسن اتفاق کہ حضرت قدس سرہٗ کو بھی اس مقام پر خوابگاہِ آخرت میسر آئی، فضیلت اور شرف کے لحاظ سے اکثر علماء اجلہ نے بقیع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مرقد مبارک کو اولیت دی ہے۔ (سمیع الحق))

بزرگانِ دیوبند کے اسانید میں ان حضرات کا نام نامی موجود ہے۔ حضرت شاہ احمد سعید مجددی علیہ الرحمۃ کا مسجد نبوی میں حلقہ ہوتا تھا لکھا ہے کہ فرماتے کہ میں دیکھتا ہوں کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض حضرات کو خود توجہ دیتے ہیں بڑے متورع بزرگ تھے اور حاجی صاحب مرحوم کا زمانہ پایا تھا یہ کہنے کی باتیں نہیں تھیں مگر اس وقت زبان پر آگئیں:

گرچہ من ناپاک ہستم خود را بپاکاں بستہ ام

بحمد اللہ میری زنجیر اور رشتہ اوپر سے مضبوط ہے۔ میں غلط باتوں کی تلقین نہیں کرتا مقصد احیاء سنن ہے، ترویج شریعت ہے اس لیے باہر جاتا ہوں اگر یہ چیز نہ ہوتی تو مدینہ طیبہ سے باہر کبھی بھی نہ نکلتا، میں خود جاتا نہیں وہ لوگ بلاتے ہیں، بحمد اللہ ڈاکو اور چرسی قسم کے لوگ ان اسفار میں تائب ہو گئے ہیں یہ محض خدا کا فضل ہے، یہ میرا کام نہیں قدرت کا فضل ہے، مجھے شرف دے رہا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے، اب کام دین کا ہو رہا ہے، بدع و منکرات کو مٹایا جا رہا ہے میں تو یہی کہتا ہوں کہ سگریٹ چرس وغیرہ چھوڑنا ہوگا، بیوی کا پردہ کرنا ہوگا، جس سے کہا اس نے سر رکھ لیا پھر مجھے رونا آنے لگتا ہے کہ یہ تیرا کام نہیں اللہ تعالیٰ کا ہے کہ وہ تجھ سے کام لینا چاہتا ہے۔

۷۔ پاکستان آنے اور افریقہ نہ جانے کی وجہ: فرمایا! کہ جنوبی افریقہ میں نیروبی کے لوگوں نے بہت کوشش کی کہ تم یہاں کم از کم ۱۵ دن کے لیے آجاؤ میں نے کہا کہ نہیں آسکتا، پاکستان بھی اس لیے جاتا ہوں کہ وہاں رشتہ دار ہیں اقارب ہیں پھر وہاں دنیاداری نہیں ہے اگر افریقہ جاؤں تو لوگ کہیں گے عبدالغفور دنیاداری کے لیے افریقہ گئے پھر میں جو کہوں گا وہ مانو گے بھی نہیں نہ ڈاڑھی کٹوانا چھوڑو گے نہ اور برائیاں ترک کرو گے تو ایسے آنے

سے کیا فائدہ؟

٨۔ پیری مریدی کا اصل مقصد اور صحبت کا اثر: فرمایا! پیری مریدی کا اصل مقصد تو شریعت پر لگانا اور حضور کی صحیح محبت اور اتباع سنت پیدا کرنا ہے اگر ایسا پیر مل جائے تو لائق ہے پیری کے، بشرطیکہ اس کی زبان میں اثر ہو، اگر ایسا پیر چُپ اور خاموش بھی بیٹھا رہے تب بھی فیض سے خالی نہیں ہوتا۔ من لم ینفعہٗ سکوتنا لم ینفعہٗ کلامنا یہ ہمارے بزرگوں کا مقولہ ہے یعنی جنھیں ہماری خاموشی سے فائدہ نہ ہوا انہیں ہماری باتوں سے بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ لان القلب یأخذ من القلب والطبع یأخذ من الطبع ۔ تاجر کے ساتھ بیٹھو گے تو تجارت کا شوق ہوگا، تاجر کے اثرات دل میں منعکس ہو جائیں گے شرابی کے ساتھ بیٹھو گے تو اس کے اثرات قلب پر پڑیں گے الصحبۃ مؤثرۃ صحبت بہرحال مؤثر ہے، الحمدللہ آج میری طبیعت ٹھیک ہے آرام ہے تو یہ چند باتیں خدمت میں عرض کیں۔

٩۔ علم وعمل، اخلاص اور خشیت کا ثمرہ: فرمایا! دنیا فانی ہے، موت سر پر ہے، انسان کو محتاط رہنا چاہیے نہ علم پر غرور ہو نہ مال پر، نہ تقویٰ وشیخی پر نہ دنیا پر کہ یہ سب چیزیں کچھ بھی نہیں عمل ضروری ہے، باتوں سے کام نہیں چلتا:

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ اندریں راہ فلاں بن فلاں چیز نیست

علم وہ ہے جس سے عمل پیدا ہو، عمل وہ ہے جسے میں اخلاص کی جان ہو، اخلاص وہ ہے جس سے خوف وخشیت پیدا ہو اور اگر خوف پیدا ہو تو عجز و درماندگی پیدا ہوگی، سوئے گا تو جلدی اُٹھ کر روئے گا اور گڑگڑائے گا، بدن پر ہر وقت خوف طاری ہوگا۔ انا عند المنکسرۃ قلوبھم۔

١٠۔ ہم تو عبید الامتنان ہیں نہ کہ عبید الامتحان: فرمایا! ایسا علم جس میں صالحین اور سب پر تنقید ہی تنقید ہو تباہی ہے، اپنے نفس پر بدظنی کرتے رہو:

میرا پیر داناں و مرشد شہاب دو اندر ز فرمودہ(؟)

آپ خودی کے بت کو توڑ دو، یہاں لوگ حج کرنے آ کر اوروں پر تنقیدی نگاہ ڈالتے ہیں — تمھیں کیا — اپنا کام کرتے رہو، یہاں شیاطین بھی اچھی طرح گمراہ کراتے ہیں یہ تو امتحان اور عشق کا سفر ہے، ادب کا مقام ہے، ہم تو عبید الامتنان ہیں نہ کہ عبید الامتحان۔

١١۔ لفظ فقیر میں چار باتوں کی طرف اشارہ ہے: فرمایا! سلوک آج کل کہاں ہے، کرنے والے کہاں

ہیں، ہماری تو صرف تبلیغ ہے، ہمارے ایک سید صاحب ہیں مکہ معظمہ میں، میں نے ان سے ذکر کی حالت پوچھی، کہا بریانی زردے کھاتے ہیں، مجاہدہ کہاں ہوتا ہے، شاہ غلام علی دہلویؒ نے فرمایا کہ لفظ فقیر میں چار حروف ہیں فٓ میں فاقہ کی طرف اشارہ ہے تو فاقہ کشی کہاں ہے قٓ میں قناعت کی طرف تو قناعت ہم لوگوں میں کہاں ہے۔ یٓ میں یادِ حق کی طرف اور رٓ میں ریاضت کی طرف اشارہ ہے تو وہ بھی نہیں اگر فاقہ کرلیا تو فضلِ رب حاصل ہوگا تو وہی ف فضل بن جائے گا، اگر قناعت کی تو قربِ حق حاصل ہوگا، یادِ حق میں لگا رہا تو اس کو بھی یادِ حق حاصل ہوگی اور رٓ سے رحمت کا مستحق ہوگا ورنہ فٓ فضیحت قٓ قباحت یٓ یاس اور رٓ رسوائی کا موجب بن جائے گی۔

۱۲۔ ذکر اور صحبتِ صحیح حفظِ ایمان کے لیے ضروری ہے: فرمایا! ہم نے تبلیغ کو ایک ذریعہ بنادیا ہے اصلاح کا، ورنہ سلوک کہاں، سلوک والے لوگوں کو ٹالتے تھے کہ استخارہ کرو جاؤ غور وفکر کر کے بیعت کی رائے قائم کرو مگر ہم پھنساتے ہیں اور خود بلاتے ہیں تاکہ کسی طرح ادھر آجائے اور جس کو اس راستہ سے اصلاح ہوتی ہے بندگان حق کے ذریعہ سے زبانی تعلیم سے اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا صحیح اور حال سے تاثر ہوتا ہے، صحیح طبیعت والے کے قلب سے صحیح اثرات کا انعکاس ہوگا، بری طبیعت سے برے اثرات کا انعکاس ہوگا اس لیے ذکر اور صحبتِ صحیح اس زمانہ میں حفظِ ایمان کے لیے ضروری چیز اور بہترین سامان ہے۔

۱۳۔ بیعت کی ابتداء شیخ کی تلاش اور بیعت کا مقصد: فرمایا! یہ بیعت ابتدائے اسلام سے خاص وعام (علماء وعوام میں جاری رہی، ہر زمانہ میں ہر قرن میں اہل اللہ کے ہاتھ پر علماء اور عوام نے بیعت کی ہے۔ یہ بیعت بیعت ہے۔ ایسے شیخ کو تلاش کرے جو عالمِ شریعت ہو باعمل ہو، آمر بالمعروف وناہی عن المنکر ہو، اچھی باتوں کا بتلانے والا ہو اور اس کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ چکا ہو، تمام ظاہری، باطنی چھوٹے بڑے گناہوں سے توبہ کرائے اور بیعت کرنے والا آئندہ زندگی کے لیے اس بات کا وعدہ کرے کہ جہاں تک ہوسکے زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کروں گا اور خلاف شرع کوئی کام نہ کروں گا، مقصد اس بیعت سے قربِ حق و رضائے حق ہے تاکہ آئندہ زندگی سنت اور شریعت والی زندگی ہو تاکہ خاتمہ ایمان پر ہو باایمان اس دنیا سے چلا جائے اگر صغیرہ گناہ پر مداومت کی جائے وہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے، انگریزی بال رکھنا، ڈاڑھی منڈانا سب گناہ ہیں۔

ایک شخص کو بیعت کرتے وقت فرمایا: پاکستانی زمین بڑی عجیب ہے، بڑی سرسبز ہے، قبولیت کی صلاحیت رکھی ہے لوگوں میں انابت اور توبہ کا جذبہ موجود ہے۔

(جاری ہے)

☆☆☆